Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اُردو ناول کا کوہ نور۔شہزاد ایک خالص نسوانی کردار

ڈاکٹرصوبیہ سلیم

اسسٹنٹ پروفیسر

نمل۔اسلام آباد

Abstract

Articles infold the beauty of the character of Shehzad which is the rarest presentation of the female in Urdu. .Shehzad not only open up us to the layers of hypocrite society but dig deep into the psyche of women as a human being without any stigma.it also poetry the relation of man and woman without labeling into relation which itself is a daring effort in Urdu novel..

Keywords: Urdu novel.Mufi. Shehzad.Women.realtionship of man and woman Women psycology.love

اُردوناول میں مفتی کا کردار شہزاد اپنی نوعیت کا منفرد نسوانی کردار ہے جس کا تعارف کسی مرد رشتے کے توسعت سے نہیں ہوتا اور یہی اس کی خوبی ہے۔مقالہ نگار نے اسی پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے مصنف کی ان کوششوں کو سامنے لایا ہے جو معاشرے میں مرد اور عورت کے تناظر میں رواج پا چکے ہیں۔یہ کردار نسوانی نفسیات اور مرد اور عورت کے رشتے کی کئی ان دیکھی کڑیوں کو سامنے لاتا ہے۔

کلیدی الفاظ: مفتی۔اُردوناول۔نسوانی کردار۔نسوانیت۔مرد اور عورت کا تعلق۔عورت کی نفسیات

’علی پُور کا ایلی‘ ممتاز مفتی کا پہلا ناول ہے جسے بعد ازاں انہوں نے سوانحی ناول قرار دیا۔اس کی ضخامت اور اس کے فن پر بہت کچھ لکھا گیا۔اس کو کئی حوالوں سے شہرت حاصل ہوئی جس میں ایک وجہ آدم جی ایوارڈ کا نہ ملنا بھی تھا۔بہت سے لوگوں نے اس لیے پڑھا کہ اس کو آدم جی ایوارڈ کیوں نہیں ملا اور پھر وقتاً فوقتاً تقریباً تمام بڑے نقادوں کے تبصرے اور تنقید سامنے آئی۔احسن فاروقی نے اسے خالص ناول قرار دیا۔(1) اسے تلاشِ ذات کا ناول بھی کہا گیا۔خود مفتی کی اپنی نظر میں یہ ایک ایسی تخلیق ہے جو ضد کا نتیجہ تھی ،وہ لکھتے ہیں:

علی پور کا ایلی میں نے اُردو ادب کے خلاف احتجاج کے طور پر لکھی تھی۔اُردو ادب کئی ایک پہلوئوں میں بڑا اُجلا تھا۔بڑا مہذب تھا بڑا اخلاق زدہ تھا، اس حد تک کہ حقیقت پسندی سے بے گانہ ہو جاتا تھا۔اُردو ادب کی خود نوشتیں بڑی دھلی دھلائی، کلف زدہ اور استری کی ہوئی تھیں۔میں نے سوچا ایک سچی خود نوشت پیش کروں۔اخلاق اور تہذیب سے بے نیاز۔(2)

ناول میں بے شمار کردار ہیں، ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد دو سو سے اوپر ہے۔مگر یہ تمام کردار ایلی کے حوالے سے آتے ہیں کیونکہ تمام تر قصہ ایلی کی ذات کے گرد گھومتا ہے اور اس قصے میں بھی بنیادی قصہ ایلی اور شہزاد کے عشق کا ہے۔یہ اور بات ہے کہ قصہ اس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ ایلی کی ذات کے ارتقاء کی داستان، اس کے دل و دماغ کے نہاں خانے، اس کی نفسیات کی پرتیں، اس کی شخصیت کی کجی سب کچھ واضح ہو کر

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سامنے آتا ہے جو ایک طرف ہمیں اس کی ذات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے تو دوسری طرف شہزاد سے اس کی محبت اور تعلق کی بھی گتھیاں سلجھاتا ہے۔ایلی دراصل ایک ایسا شخص ہے جس کی جینز میں، اس کے ماحول، اس کے ارد گرد کی معاشرت اور اس کے دوستوں کی زندگی میں 'عورت' ایک مرکز کی حیثیت رکھتی ہے۔ان سب نے مل کر ایلی کو بہت کم عمری میں ان باتوں کی طرف دھیان دینے پر مجبور کیا جس کے لیے اس کا دل و دماغ اور جسم تیار نہ تھا۔ جس کے باعث، اس میں جہاں ایک گھٹا گھٹا ساجنسی احساس بیدار ہوا وہیں اس کے اندر احساسِ کمتری اور اس کی شخصیت میں ایک کجی پیدا ہوئی ،جس نے اسے نارمل نہ ہونے دیا اور خودممتاز مفتی لکھتے ہیں

یہ روئیداد ہے ایک ایسے شخص کی جس کا تعلیم کچھ نہ بگاڑ سکی ،جس نے تجربے سے کچھ نہ سیکھا،جس کا ذہن اور دل ایک دوسرے سے اجنبی رہے جو پروان چڑھا اور باپ بننے کے باوجود بچہ رہا۔(3)

ایلی کے والد کی رنگین مزاجی اور والدہ کی گھریلو حیثیت اور خصوصاً اس کی سوتیلی ماں اور اس کے باپ کا تعلق جس میں جنس کی شدت حد سے بڑھی ہوئی تھی اورپھر اس کی سوتیلی ماں صفیہ کا نوعمر ایلی کے ساتھ رویہ ایسا تھا کہ نفرت، محبت اور جنسی کشش کے ملے جلے جذبات اس میں پیدا ہوئے جس نے اس کے دوسری عورتوں سے تعلقات میں اہم کردار ادا کیا۔ ایلی کے قصے میں کئی عورتیں ہیں جو اس کے عہد کی ترجمانی کرتی ہیں۔ان عورتوں کی زندگی کے جذباتی، ذہنی، اقتصادی، سماجی اور خاص طور پر جنسی پہلوؤں کے بارے میں پتہ چلتا ہے جس سے قصے اور ایلی کے کردار کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے مگر ان تمام کرداروں میں شہزاد کا کردار سب پر چھایا ہوا ہے۔شہزاد کا کردار شاید اُردو کا وہ واحد نسوانی کردار ہے جس کی پیشکش کو نقادوں نے اتنا سراہا ہے چند اقتباسات سے اس کے کردار کی خوبصورتی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔حفیظ رومانی اس کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں

مفتی نے جو شہزاد کا کردار پیش کیا ہے وہ ناول کے فریم سے باہر نکل آیا ہے اور کلاسیکی ادب کے چند ان گِنے چُنے کرداروں میں آ کھڑا ہوا ہے جو ہمیشہ زندہ رہیں گے۔(4)

محمد عمر کہتے ہیں

اس کتاب کی جان شہزاد ہے۔(5)

ابنِ انشا اس کو ایلی سے بھی بڑھ کر پاتے ہیں،وہ لکھتے ہیں

دولہا اس بارات کا ایلی سہی لیکن آگے چل کر شہزاد اسے پچھاڑ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔۔۔اُردو ادب کے لازوال کردار کے طور پر زندہ رہے (6)

شہزاد سے ایلی کی پہلی ملاقات اس کی شادی کے دن ہوئی۔اس کے حنائی ہاتھوں کی خوشبو سے ایلی کے اندر سوئی ہوئی جذباتی و جنسی محبت نے ایک انگڑائی لی جو اس کی ماں صفیہ نے اس کے نو عمر دل و دماغ میں پیدا کی تھی اور یوں شہزاد سے ایک انجانا تعلق قائم ہوا ، وقتاً فوقتاً ملاقاتوں میں ایک نئے بندھن کا آغاز ہوا ،جو بعد میں محبوبہ اور بیوی کے تعلق میں بدل جاتا ہے۔چونکہ شہزاد کا کردار اس وقت سامنے آتا ہے جب وہ بیاہتا کا روپ دھار چکی ہے، اس کے ماضی اور تربیت کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں مگر یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ جس ماحول میں پلی بڑھی اور جہاں اس نے تربیت پائی وہ جگہ ، اس کے سسرالی آصفی محلے کی گھٹی فضا کے مقابلے میں بہت بہتر معلوم ہوتی ہے۔کشادگی آسودہ حالی اور روشن خیالی کے اثرات و ثمرات نے شہزاد کے مزاج میں جہاں ایک فطری سادگی اور حلیمیت پیدا کی وہیں شوخی اور زندہ دلی اس کے مزاج کا حصہ بن کر ہمارے سامنے آتی ہے، یہی مزاج اور ماحول کا تضاد آصفی محلے میں ہلچل پیدا کر دیتا ہے۔جہاں عورتیں اس کو بے باک خیال کر کے بدکتی ہیں تو وہیں اس کیملنساری اور ہنسوڑ مزاجی کو دل ہی دل میں سراہتی بھی ہیں، یہی خوبیاں جہاں اس کو آصفی محلے کی لڑکیوں سے ممتاز بناتی ہیں وہیں وہ انہی کے باعث بدنام ہے کیونکہ لڑکوں کی نظر میں باقی تمام لڑکیاں بے حیثیت ہو کر رہ جاتی ہیں۔اس کے کردار کا سب سے بڑا عیب، جس نے آصفی محلے میں قیامت برپا کی وہ اس کی بے تکلفی ہے۔وہ مرد و عورت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

سے یکساں طور پر بے تکلفی اور یگانگت کا اظہار کرتی ہے جو اس کی صاف دلی اور روشن خیالی کو ظاہر کرتا ہے مگر آصفی محلے میں یہ روایت شہزاد سے شروع ہوئی لہذا اس نے اولین ہونے کا بار بھی اُٹھایا۔اس کا حلیہ، اس کی عادات، اس کا مزاج، اس کا حسن، اس کا رکھ رکھائو، لباس، چال ڈھال،وہ ہر طرح سے دوسری عورتوں سے مختلف تھی لہذا وہ دیکھتے ہی دیکھتے آصفی محلے کی جان بن گئی جس کی بنیاد انفرادیت تھی، لہذا وہ کچھ بھی کرتی اس کا چوبارہ موضوعِ سخن رہتا۔اس کی شوخی و شرارت اور زندہ دلی سونے پر سہاگہ ہے۔اس کی شوخی کو شریف محبت کا پیغام سمجھا اور اسے اپنی بیوی بنا لیا۔شہزاد کی شادی نے اُسے ایک نئے ماحول میں ہی نہ پٹخا بلکہ جذباتی، ذہنی اور جنسی اعتبار سے بھی اس کی شخصیت پرکاری ضرب لگائی کیونکہ شریف ایک ایسی شخصیت کے سحر میں گرفتار ہے جسے کسی اور کا گھر بسائے بھی مدت ہو چکی ہے مگر وہ محبت کا تقاضا سمجھتا ہے کہ اپنی وفاداری اُس سے منسوب رکھے۔وہ بیمار ذہنیت کے سطحی عاشق کی طرح چھت کو گھورنے اور خود لذتی میں مبتلا رہنے کو محبت کی معراج گردانتا ہے۔ان حالات میں شہزاد جس کے مزاج میں شوخی ہے ،زندہ دلی ہے شریف سے مایوس ہو جاتی ہے۔وہ سمجھوتہ تو کر لیتی مگر دل ہی دل میں وہ شریف کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے جس سے ایک طرف تو اس کی زخمی انا کا احساس جاگتا ہے تو دوسری طرف وہ دکھ جس کے ساتھ اس نے عمر بھر نبھا کرنا ہے۔رفتہ رفتہ شہزاد خود کو زندگی میں مگن کر لیتی ہے۔شریف سے اُسے نہ کوئی اُمیدہے، نہ محبت اور نہ کوئی ہمدردی۔ایلی جو ادھر اُدھر کے رومانس لڑا رہا ہے اور وقتاً فوقتاً اپنے باپ کے جنسی مشاغل سے بھی آگاہ ہو رہا ہے اور اس کا جسم بھی اب اس کی جنسی ضروریات کی پرتیں کھول رہا ہے،اس کے اندر ایک عجیب سنسنی پیدا کرتا ہے۔عورت سے متعلق اس کے خیالات، اس کے تعلق کی نوعیت اس کو اور بھی الجھاتی ہے۔شہزاد جس سے اُس کو ایک عجیب طرح کا تعلق ہے، اس کی کشش علی پور میں قدم رکھتے ہی ایلی کے لیے ناگزیر ہو جاتی ہے اور علی پور سے باہر بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔یوں لگتا ہے شہزاد ایلی کا آسیب ہے جو اس کے حواسوں پر اوائلِ عمری میں چھا گیاجس سے پیچھا چھڑانے کے لیے وہ رَسا تُڑائے ہوئے جانور کی طرح سرپٹ بھاگتا جاتا اور تھک جاتا تو واپس لوٹ آتا پھر سے بھاگ جانے کے لیے۔

شہزاد کی بے باکی اس تعلق کے لیے گویا ایک میکانکی عمل وضع کرتی ہے۔شہزاد نہ تو لگی لپٹی رکھتی ہے اور حد تو یہ ہے کہ جن باتوں کو چھپ چھپ کر لوگ بتاتے ہیں یہ علی الاعلان پوچھ لیتی ہے۔لڑکوں کے معاشقے ہوں یا عورتوں کی دبی دبی خواہشات، شہزاد یوں کہہ دیتی ہے کہ جیسے سبزی کا بھائو پوچھ رہی ہو۔ایلی کے مشاغل اس کی محبتوں سے آگاہی کا ذکرنہایت عام لہجے میں کرتی گویا ظاہر کرتی ہو کہ اس کی ہم راز ہے اور ہم میں کوئی تکلف نہیں۔ مگر ایلی جو پہلے ہی عورت اور مرد کے تعلق کو سمجھنے سے قاصر تھا، محبت کی حدود سے بے خبر تھا اس بے تکلفی کو سہہ نہ پایا اس کے جذبات میں جنس ا ورمحبت کی ایسی لہر دوڑی کہ وہ خود پر قابو نہ پا سکا۔ایلی چونکہ عمر میں شہزاد سے کافی چھوٹا ہے اس لیے شہزاد،اس کی جھپٹ کو طفلانہ بے اختیاری سمجھتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس لمحے نے اس کے جذبات میں بھی تلاطم پیدا کیا اور تنہائی میں ایلی کے اظہارِ محبت نے اس کو پگھلا دیا ،ایسے میں اُسے شک بھی نہ گزرا کہ اس محبت کے اظہار میں شدت، بے اختیاری ہے یا واقعی اس کے پیچھے کوئی جذبہ ہے مگر اس ایک لمحے نے شہزاد کے اندر ایک نئی روح پھونکی۔اس کا ردِ عمل ایک نوجوان دوشیزہ کا سا ہے جسے اچانک اپنی محبت کا احساس ہو جائے اور وہ اس بوچھاڑ میں پور پور ڈوب جائے باقی تمام دنیا سے بے نیاز ہو کر محبوب کے تصور میں کھوئی رہے۔یہی وجہ ہے کہ اُسے احساس نہیں ہوتا کہ لوگ اس کے بارے میں جو باتیں بناتے ہیں ان میں ایلی کا نام بھی آنے لگا ہے ۔وہ بہت عرصے اس احساس سے عاری رہتی ہے شاید وہ اس کیفیت سے باہر نہیں آنا چاہتی جو چاہے جانے کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے اور جس سے شریف نے اُسے محروم رکھا۔بقول ممتاز مفتی:

عورت کی زندگی کا سب سے بڑا المیہ محبت سے متعلق ہے۔مرد اور عورت کی محبتوں میں ایک بنیادی فرق ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

مرد محبت کرنا چاہتا ہے۔محبت کرنا اس کے بس میں ہے جسے چاہے جب چاہے کرے محبت کرنے کا ملاپ یا وصال سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔اس کے برعکس عورت کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ چاہی جائے۔یہ فعل اس کے بس میں نہیں اس کا انحصار دوسرے پر ہے۔دوسرا چاہے نہ چاہے۔۔۔عورت خالی چاہے جانے کی متمنی نہیں بلکہ اس کی خواہاں ہے کہ جو مرد اُسے پسند ہے وہ اُسے چاہے۔(7)

دیکھا جائے تو ان دونوں خواہشات کا اظہار شہزاد کے کردار میں ملتا ہے۔ایلی کے اظہارِ محبت نے شہزاد کی ذات میں ہلچل پیدا کی اور اس کے بعد وہ ایلی کو ہر طرح سے خود سے باندھے رکھنے کی کوشش میں مصروف رہتی ، کبھی اس کا خیال رکھتی ، کبھی اُسے قرب سے نوازتی اور کبھی اس سے بے نیاز ہو جاتی۔یہ رویہ بہت سے رجحانات کا ملا جلا سا احساس دلاتا ہے، وہ عمر میں ایلی سے بڑی ہے اس لیے فطری طور پر اس کا انداز مشفقانہ ہے۔ہر مرد عورت میں پناہ لیتا ہے دوسری طرف عورت کے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ محبوب کو خود سے دور نہ جانے دے، وہ اس سے محبتکرتا رہے۔یہی وجہ ہے کہ شہزاد ایلی کی ہلکی پھلکی پیش قدمی کو برداشت کرتی ہے تاکہ ایلی اس سے دور نہ جائے وہ اس کی محبت کا مرکز رہنا چاہتی ہے عورت کے اس رویے کے بارے میںممتاز مفتی کہتے ہیں” وہ جسمانی ملاپ اس لیے گوارا کر لیتی ہے تاکہ محبت کی فضا قائم رہے ٹوٹنے نہ پائے۔“(8)مگر جوں ہی اسے احساس ہوتا کہ ایلی اس کے سوا کسی اور طرف نہیں جا سکتا۔اسیری کا احساس اُسے بے نیاز بنا دیتا۔

شہزاد فطری طور پر 'ان لنگی” عورت تھی۔اسے جسم سے لاگ تھی اسے اپنے گرد محبت کا ہالہ قائم رکھنے کا جنون تھا وہ پنگھٹ کی پیاری تھی لیکن گگری بھرنے سے اُسے بیر تھا اور جسمانی قرب کو صرف اس صورت میں برداشت کرنے کو تیار تھی جب پریم کے دیپ کو جلتا رکھنے کے لیے اس میں تیل ڈالنا از بس ضروری ہو جائے۔(9)

شہزاد میں عورت کے اندر ہونے والی کشمکش، اس کے فطری تقاضے، اس کے جذباتی، جنسی اور ذہنی رخوں کا کئی طرح اظہار ملتا ہے۔ایک عورت محبت کو ایک جذباتی رشتہ نہیں جانتی بلکہ محبوب اس کے وجود کا حصہ ہوتا ہے وہ اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور اس کا وجود کا احساس رکھنے کے لیے اُسے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ رب کی طرح بن دیکھے ہی ہر جگہ موجود محسوس ہوتا ہے۔عورت کے لیے محبت کی انتہائی صورت میں جسم کا رشتہ قائم ہوتا ہے جبکہ مرد کے لیے جسم محبت کا ابتدائی قدم ہے۔وہ پہلے بدنی احساسات سے مغلوب ہوتا ہے اور اس کے ذہنی و جذباتی احساسات بعد میں جاگتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایلی کی ذہنی کشمکش اور اس کے احساس کمتری نے قربت کا احساس جگانے کے لیے جسم کی طرف رغبت کی تو شہزاد کو محسوس ہوا کہ اس نے محبت کی تذلیل کی ہے۔ایک عورت اپنا آپ سونپنے کو اہمیت نہیں دیتی جب اس کا دل محبوب کا ہے تو جسم از خود اس کا ہو جاتا ہے مگر مرد ہمیشہ لذت اور ہوس کے احساس سے مغلوب ہو کر عورت کو محبت کا احساس دلانا چاہتا ہے جو کہ عورت کے لیے دکھ اور کرب کا باعث بن جاتا ہے۔اُسے محسوس ہوتا ہے کہ محبوب نے اُسے سستی لذتیت کا باعث سمجھا، ایسی شہوانی عورت جو جسمانی قرب کے لیے محبت کا ڈھونگ رچاتی ہے۔شہزاد کے یہ الفاظ اس احساسِ ذلت کی عکاسی کرتے ہیں۔

تم سمجھتے ہو کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔مجھے خواہش۔۔۔کاش تم اس قسم کی غلطی نہ کرتے وہ بولی کاش تم میرے لیے صرف ایلی ہی رہتے پھر تمہیں معلوم ہوتا کہ مجھے صرف تم پیارے ہو مجھے تم سے کوئی غرض نہیں وہ پھر رونے لگی۔کاش کہ تم مجھے سمجھ سکتے شہزاد نے بمشکل کہا کاش کہ تم جانتے۔(10)

شہزاد ایک کھری اور نڈر عورت ہے۔اپنے تعلق کو اُس نے کبھی مخفی نہ رکھا اور نہ کبھی تردید کی۔اس کا ایلی کیلیے بدنامی مول لینا جہاںلوگوں سے بے نیازی کا اظہار ہے وہیں وہ اس رویے کے خلاف احتجاج بھی ہے جہاں لوگ اس کے شوہر کی طرف ملامت بھری نگاہ نہیں ڈالتے بلکہ اس کو ایک ناکام عاشق کے طور پر قبول کرتے ہیںمگر شہزاد سے نہ ہمدردی کرتے ہیں اور نہ اس کے ردِ عمل کو جائز جانتے ہیں ، جائز تو کجا وہ اس پر بھی شہزاد کو قربانی

Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کا بکرا بنانا چاہتے ہیں کہ ایک گرہستن سے اور کس بات کی امید کی جا سکتی ہے۔شہزاد لوگوں کی باتوں سے بے پروا ہے شاید وہ ان کو جتانا چاہتی ہے کہ اگر وہ اس کے شوہر کی بے نیازی اور اس کی محرومی پر چپ رہ سکتے ہیں تو وہ اپنی محبت کے لیے ان کی باتوں کی پروا نہیں کرتی، شاید وہ انہیں اس قابل نہیں سمجھتی۔

شہزاد کی محبت کا پس منظر اور اس کے اعمال او رافعال میں فطری مطابقت نظر آتی ہے وہ ابتدا میں ایلی کے رویے کو بچگانہ اور غیر ذمہ دارا نہ سمجھ کر نظر انداز کرتی ہے۔اس کے اصرار پر خود ،ایلی س کے لیے کھلونا بن جاتا ہے جو اس کی تنہائی بانٹتا ہے جس کا خیال وہ ماں کی طرح رکھتی ہے مگر جو آہستہ آہستہ اس کے دل میں ایک مرد کے طور بسیرا کر لیتا ہے مگرجہاں اُسے محسوس ہوتاہے کہ وہ شریف کی طرح جسمانی وارفتگی کی طرف مائل ہو رہا ہے وہاں وہ اُسے اپنے بازو سونپ کر خود میں سمٹی بے گانہ سی نظر آتی ہے مگر جونہی وہ اس کا محبوب بنتا ہے وہ اس کو خود سپردگی کے ساتھ پیار بھری نگاہوں سے دیکھتی ہے جس میں ہوس سے زیادہ

الوہیت ہے۔شہزاد کے لیے ایجاب و قبول سے آگے بھی کوئی منزل ہے جہاں پانے کی خوشی اور کھونے کا غم ہے، اپنائیت ہے جو احساسِ بے نیازی کو جنم دیتی ہے۔وہ رسوائے زمانہ ہو کر شوہر اور گھر سے بے خبر ہو کر بس ایلی کی ہو رہتی ہے۔مگر جہاں محبت اور ہوس ایک ہوتے نظر آتے ہیں وہاں وہ بدکتی ہے اپنی نظروں میں گِر جانے سے ڈرتی ہے مگر ایلی کی محبت مختلف ہے کیونکہ وہ خود بھی نہیں جانتا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔وہ جسم و جنس میں الجھتا رہتاہے ،عورت کی نفسیات میں کھو کر رہ جاتا ہے، اس میں پسپائی کا جذبہ زیادہ ہے، وہ سامنا کرنے سے ڈرتا ہے فرار اس کی اولین کوشش ہے جہاں سفلی جذبات اس کے محبت اور جسم کے تقاضوں کو گڈ مڈ کرتے ہیں وہیں وہ ایک تنگ نظر مرد کی طرح شوہر اور محبوب کے ملغوبے کی طرح شک کرتا ہے، اس کا احساسِ محرومی اور احساسِ کمتری انگڑائیاں لینے لگتا ہے جسمانی رشتے کے قائم ہوتے ہی دونوں کی محبت ایک نئے رُخ کا شکار ہو جاتی ہے۔ایلی کی ذہنی الجھنیں اسے شہزاد سے دور، در بدر بھٹکاتی ہیں اور شہزاد اپنا سب کچھ لٹا کر بھی جب ایلی کی نظر میں معتوب ٹھہرتی ہے تو خود سے انتقام لینے لگتی ہے۔یہ عورت کا نہایت آزمودہ ہتھیار ہے اگر محبوب سے شکست کھاتی ہے اگر وہ ہی اُس کی قدر نہیں کرتا تو پھر ہر تقاضے سے بے نیاز ہو کر خو کو رول دیتی ہے۔پھر گندگی اور پاکیزگی، عفت و عصمت اپنے معنی کھو دیتی ہے۔ایلی جس کے لیے اس کو بدنامی کبھی بد نامی نہ لگی تھی، صفدر جیسے شرابی کے ساتھ اس کا نام آیا تو اس نے اس کلنک کو سجا لیا کہ اگر اس کے محبوب ایلی ہی کو اعتبار نہیں تو کسی دوسرے کو کیوں صفائی پیش کرے۔لوگوں کی پروا کیوں کرے مگر وہ دل ہی دل میں ٹوٹ گئی۔

مجھے نہیں پتہ کیوں بدنامی کے باوجود میری تذلیل نہ ہوئی بلکہ میری گردن اونچی رہی۔لوگ باتیں کرتے رہے۔بلکتے رہے میں نے ذرا بھر پروا نہ کی۔لیکن چھوٹے آدمی کو منہ لگا کر ذلیل ہو گئی۔(11)

گویا ایلی چھوٹا آدمی نہ تھا اس کی وقعت کہیں زیادہ تھی جس کے لیے اس نے ہر زخم سہا۔ایلی پلٹ پلٹ کر اس کی طرف آتا ہے اور ہر دفعہ شہزاد ایک نئے کرب میں مبتلا ہوتی ہے۔اس لیے جب کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور وہ تھک جاتی ہے تو اپنے اس تعلق کو کسی نہج پر دیکھنا چاہتی ہے اور فیصلہ ہو جاتا ہے وہ اپنے چھ بچوں کو لے کر ایلی کے ساتھ چلی جاتی ہے اور اُس سے شادی کر لیتی ہے۔شہزاد کی جرأت اور حوصلہ ہمیشہ سے ایلی کے مقابلے میں زیادہ رہا ہے یہی وجہ ہے کہ اس قصے کو کسی انجام تک پہنچانے میں شہزاد کا ہاتھ ہے ورنہ شاید ایلی ہمیشہ بھٹک کر ماں کی گود میں چھپنے کے خیال سے شہزاد کے پاس دلاسا لینے آ جاتا اور جسمانی قرب کی لذت سے مجبور اوربعد ازاں بد دلی کی کیفیت اور اسی کشمکش کا ایک بار پھر شکار ہو کر فرار کے لیے پر تولتا۔شہزاد نے اس قصے کے انجام کے لیے دو راستے چنے اور فیصلہ ساتھ رہنے کی صورت میں ہوا، یوں شہزاد تو اپنے حساب سے مکتی پا گئی مگر ایلی کے ذہن میں اقتصادی حالات کے پیشِ نظر پیدا ہونے والے مسائل حاوی رہے۔رہی سہی کسر شہزاد کی بیٹی کے باغی ہونے اور ایلی پر شادی کے زبردستی الزام کی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

صورت میں پوری ہو گئی اور ایلی کے لیے ایک نیا راستہ نکل آیا وہ ایک بار پھر شہزاد کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔دراصل شہزاد اور ایلی دونوں ہی سماجی اور ذہنی دباؤ کا شکار ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ شہزاد کے مزاج میں ہٹ ہے، وہ مضبوط دل کی ہے، اس کا دل جلدی جلدی پسیجتا نہیں، معاف کرنے کے لیے اسے اپنے دل کو بہت مشکل سے مارنا پڑتا ہے چاہے وہ صفدر کی معافی ہو یا اس کے محبوب کے جرم کی۔مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ایلی اس کا محبوب ہی رہا اس کی ایک جھلک اور ایک جملے نے تمام فاصلے نمٹا دیے اور وہ اس کی بانہوں میں جھولتی دھوپ سینکنے چھت پر جا رہی ہے۔شہزاد نے زندگی سے منہ موڑ لیا تو کوئی اُسے زندگی نہ دلا سکا۔جب اُس نے سوچ لیا کہ وہ ایلی کی راہ کی رکاوٹ ہے تو گویا اس کی ازلی زندہ دلی اس کے اندر مر گئی اور اس نے زندگی کا دامن چھوڑ کر ایلی کے لیے نئے راستے وا کر دیے۔نقاد اس کی زندگی کے آخری دور کو سماجی دباؤ اور معاشرتی گھٹن کا نتیجہ قرار دیتے ہیں،جس کے باعث اس کردار کا انجام المیہ ہو جاتا ہے۔قمر ناہید کہتی ہیں:

انسانی فطرت اور خصوصاً عورت کی الجھی ہوئی فطرت کی عکاسی اس سے بہتر انداز میں نہیں کی جا سکتی تھی۔کہ وہ معاشرتی گھٹن اور جذباتی کشمکش کی چکی میں پس کر جن متضاد رویوں کا شکار ہوتی ہے اور یہ اسے خود پر بے یقینی اور دوسروں پر بدگمانی کی جس بند گلی میں لا کھڑا کرتی ہے وہاں اس سے کسی بھی غیر متوقع رویے کی توقع رکھی جا سکتی ہے۔(12)

ممتاز احمد خان کے خیال میں

غالباً عورت کی مخصوص جسمانی ساخت اور اس پر پڑنے والا معاشرتی دباؤ اور اس کی مخصوص ذمہ داریوں اور انتہائی آزاد ہونے کے باوجود جاری و ساری عزتِ نفس کی بحالی کی جنگ ،عورت کو آوارگی ملنے کے بعد راندۂ درگاہ یا زندہ درگور کر کے دم لیتی ہے اس لحاظ سے شہزاد کا ایلی کے ساتھ فرار ہو کر شادی کر لینا اور بعد میں اس وقت جب کہ ایلی خود اعتمادی کی منزل سے ہمکنار ہونے والا تھا اس کے ساتھ تعلقات میں کشیدگی اور اس کا موت کے بھیانک انجام سے دوچار ہونا ایک فطری انجام ہے۔(13)

احسن فاروقی اس کردار کے انجام پر دکھی ہوتے ہوئے لکھتے ہیں

مجھے ناول نگار کی حیثیت سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اگر اس کے آخری دور کا کردار نہ دکھایا جاتا تو حسن اور خوبی کی مکمل تصویر ہمارے تخیل پر ثبت رہتی۔مفتی صاحب بالکل رومانی نہیں ہیں۔وہ کامل ریلسٹ ہیں۔وہ اس حسین مجسمہ کو رفتہ رفتہ مٹتا دکھاتے ہیں اور اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ فنکار کو کچھ چیزیں چھوڑ بھی جانا چاہیے۔(14)

دراصل شہزاد کا کردار ہمارے لگے بندھے اصولوں اور نسوانی کرداروں کی روایتی پیشکش سے انحراف کی علامت ہے۔حقیقت یہ ہے کہ شہزاد نہ بیوی ہے نہ ماں، بس وہ ایک عورت ہے۔اس کا ہر عمل ایک عورت ہونے کی گواہی دیتا ہے جس کو نہ کسی رشتے کے لیبل سے غرض ہے نہ وہ معاشرے میں عورت سے وابستہ اُمیدوں سے سروکار رکھتی ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ اس نے عورت بن کر محبت کی ،عورت کی حیثیت سے مرد سے رشتہ جوڑا، ذہن و دل سے لے کربدن تک کے تمام تقاضوں کو ایک عورت کی طرح نبھایا۔سادی کو اپنے گھر ٹھہرانا، ایلی کو دو راستوں میں انتخاب کا حکم سنانا، یہ صرف شہزاد ہی کر سکتی تھی۔اپنے محبوب کے بچے کو جنم دینا، اس کے نام کی شناخت بھی حاصل کرنا،یہ وہ تمام مرحلے ہیں جن سے شہزاد بحیثیت عورت گزرتی ہے تو اس کے حساب سے اس کو مکتی مل جاتی ہے اس سے آگے شاید اس کے لیے کوئی منزل نہیں تھی، اُس کا ساتھ بس یہاں تک ہی تھا باقی کا سفر ایلی کو تنہا کرنا تھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ احسن فاروقی کا دیا ہوا اعزاز شہزاد کے شایانِ شان ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

اُردو ناول کی وہ سب سے حسین اور واقعاتی ہروئین ہو جاتی ہے۔وہ پنجاب کے حسن و کرشمہکا اشارہ ہے وہ ہر کرشمہ ساز عورت کا اشارہ ہے۔وہ شکسپئیر کی کلوپیٹرا، کونگر کی میلانات۔ٹلسٹائے کی انا، فلائبیر کی ا یما اور ہر عظیم ہیروئین کے ساتھ مقابلہ کرتی ہے۔اُردو کی بساط ہی کیا ہے۔۔۔وہ ہماری ناول نگاری میں سب سے بڑا فنی شاہکار ہے۔(15)

شہزاد اُردو ادب کا شاید وہ واحد کردار ہے جس کی پیشکش خالصتاً بحیثیت عورت کے کی گئی ہے۔جس کی ذات کے ساتھ وابستہ نہ تو کوئی معاشی تقاضا نظر آتا ہے نہ سماجی دباؤ۔اُس کے دامن میں کسی رشتے کی گرہ نہیں جو صرف عورت کی حیثیت سے ارتقاء پذیر ہوتی اور جلوہ گر ہوتی نظر آتی ہے۔ شہزاد کا کردار، علی پور کا ایلی کا وہ کردار ہے جس کی روشنی نے نگاہوں کو یوں چکا چوند کیا کہ جس کے سامنے خود ایلی کا چراغ بھی نہ جل سکا۔

حوالہ جات:

1- ممتاز مفتی، علی پور کا ایلی، دیباچہ برائے بار پنجم۱۹۹۵، الفیصل، لاہور، مئی ۲۰۰۵ ص ۱۰

2۔ ایضاً پیش لفظ(پہلا ایڈیشن) ص ۱۳

3۔ حفیظ رومانی، علی پور کا ایلی،مفتی جی ،مرتب، ابدال بیلا، ، فیروز سنز، لاہور، ص ۶۵۰

4۔ محمد عمر،دلدل مشمولہ ،مفتی جی ،مرتب، ابدال بیلا، ، فیروز سنز، لاہور، ص ۶۳۸

5۔ ابنِ انشا ،مور چھل مشمولہ،مفتی جی ،مرتب، ابدال بیلا، ، فیروز سنز، لاہور، ص ۶۵۰

6۔ ممتاز مفتی، عورت کا المیہ، مفتی جی ،مرتب، ابدال بیلا، ، فیروز سنز، لاہور، ص ۱۴۱۲

7۔ ممتاز مفتی، عورت کا المیہ، مفتی جی ،مرتب، ابدال بیلا، ، فیروز سنز، لاہور، ص ۱۴۱۳

8۔ ممتاز مفتی، علی پور کا ایلی، الفیصل۔لاہور، مئی ۲۰۰۵، ص ۶۹۴

9۔ ایضاً، ص ۴۳۴

10۔ ایضاً، ص ۹۷۴

11۔ ناہید قمر، علی پور کا ایلی اور الکھ نگری میں شخصیت نگاری، مشمولہ ، مفتی جی ،بدال بیلا،، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۹۸، ص ۵۵۲

12۔ ممتاز احمد خان، اُردو ناول کے بدلتے تناظر، ویلکم بک پورٹ، کراچی، ۱۹۹۳، ص ۱۴۶

13۔ احسن فاروقی ،علی پور کا ایلی ،مشمولہ ،ممتاز مفتی، علی پور کا ایلی، الفیصل، لاہور، ص ۱۲۴۹

14۔ ایضاً، ص ۱۲۴۹

15۔ ایضاً، ص 434